منور رانا
موبائل نمبر: 9839050450-9415020167
munawwarranapoet@gmail.com

غزلیں

میرے آنسو کبھی زیور نہیں ہونے والے
یہ گنہگار پیمبر نہیں ہونے والے

تیری بخشش کی تمنا سے پرے ہیں ہم لوگ
ہم قلندر ہیں گداگر نہیں ہونے والے

اور کچھ روز یوں ہی بوجھ اٹھا لو بیٹے
چل دیئے ہم تو میسّر نہیں ہونے والے

ہم کو دنیا نے بسا رکھا ہے دل میں اپنے
ہم کسی حال میں بے گھر نہیں ہونے والے

یہ جو سورج لئے کاندھوں پہ پھرا کرتے ہیں
مر بھی جائیں تو منور نہیں ہونے والے

☆☆☆

آ کہیں ملتے ہیں ہم تا کہ بہاریں آ جائیں
اس سے پہلے کہ تعلق میں دراریں آ جائیں

یہ جو خودداری کا مَیلا سے انگوچھا ہے مرا
میں اگر بیچ دوں اسکو کئی کاریں آ جائیں

دشمنی ہو تو پھر ایسی کہ کوئی ایک رہے
یا تعلق ہو تو ایسا کہ پکاریں آ جائیں

زندگی دی ہے تو پھر اتنی سی مہلت دیدے
ایک کم ظرف کا احسان اتاریں آ جائیں

یہ بھی ممکن ہے انھیں میں کہیں ہم لیٹے ہوں
تم ٹھہر جانا جو رستے میں مزاریں آ جائیں

ہائے کیا لوگ تھے ہر وقت دعا کرتے تھے
لوٹ کر سارے پرندوں کی قطاریں آ جائیں

☆☆☆

جو دیکھنے میں بظاہر ہے گھر سنبھالے ہوئے
ہماری دنیا ہے وہ بے خبر سنبھالے ہوئے

نہ جانے کتنی ہی چوٹوں کو سہتا رہتا ہے
پھلوں کا بوجھ اکیلا شجر سنبھالے ہوئے

کسی بھی شکل میں مٹّی کو ڈھال سکتے ہو
کہ چاک کو ہے ابھی کوزہ گر سنبھالے ہوئے

کسی کا بوجھ اُٹھاؤ تو جان جاؤ گے
ذرا سی مٹّی ہے کیسے شجر سنبھالے ہوئے

چلو یہ مانا تسلّی سے کچھ نہیں ہوتا
یہ ننھے ہاتھ ہیں مجھ کو مگر سنبھالے ہوئے

اندھیرا ہوتے ہی گھبرا کے چھپ گیا سورج
مگر یہ جگنو کھڑا ہے سپر سنبھالے ہوئے

☆☆☆

خوش خوش دکھائی دیتا ہوں بیمار میں بھی ہوں
اکثر یہ سوچتا ہوں اداکار میں بھی ہوں

کرتا رہا ہوں اپنے مسائل سے روز جنگ
چھوٹے سے اک قبیلے کا سردار میں بھی ہوں

میں جگنوؤں کی دن میں حفاظت نہ کر سکا
اتنا تو روشنی کا گنہ گار میں بھی ہوں

مٹّی کی مورتیں یہ بڑی ہو رہی ہیں اب
مولیٰ ترے کرم کا طلبگار میں بھی ہوں

تنکے کی یوں تو کوئی حقیقت نہیں مگر
اک ڈوبتے ہوئے کا مددگار میں بھی ہوں

دریا میں مت بہاؤ کہ اس ملک میں ابھی
دوگز زمین کا تو زمیندار میں بھی ہوں

یہ شہر روشنی ہے یہاں سے نکل چلو
مٹی کا اک دیا ہوں سو بے کار میں بھی ہوں

تھوڑی بہت بزرگوں کی پونجی ہے میرے پاس
تھوڑا بہت تو صاحبِ کردار میں بھی ہوں

☆☆☆

نئے لہجے کو شعری زاویے کو یاد رکھئے گا
میرے ٹانکے ہوئے ہر قافیے کو یاد رکھئے گا

یہ دنیا آپ کو اک روز پلکوں بٹھائے گی
مگر اس وقت بھی اس بوریے کو یاد رکھئے گا

میں جب بھی گاؤں سے چلتا ہوں مجھ سے گاؤں کہتا ہے
محرم آئے تو اس تعزیے کو یاد رکھئے گا

لپٹ جاتا ہے یہ کہتے ہوئے ننھا سا اک جگنو
وہاں کی روشنی میں اس دیے کو یاد رکھئے گا

زبانِ خاص میں پیغام دے کر اُڑ گیا کاگا
ہمیں مت بھولیے گا ڈاکیے کو یاد رکھئے گا

ہوا جب بھی پسینہ خشک کرتی ہے تو کہتی ہے
میاں اچھے دنوں میں تولیے کو یاد رکھئے گا

☆☆☆

خفا ہونا ذرا سی بات پر تلوار ہوجانا
مگر پھر خود بخود وہ آپ کا گلنار ہو جانا

کسی دن میری رسوائی کا یہ کارن نہ بن جائے
تمہارا شہر سے جانا مرا بیمار ہو جانا

وہ اپنا جسم سارا سونپ دینا میری آنکھوں کو
میری پڑھنے کی کوشش آپ کا اخبار ہو جانا

کبھی جب آندھیاں چلتی ہیں ہم کو یاد آتا ہے
ہوا کا تیز چلنا آپ کا دیوار ہو جانا

بہت دشوار ہے میرے لئے اس کا تصوّر بھی
بہت آسان ہے اُس کے لئے دشوار ہو جانا

خفا ہوتے ہی اُس کی اجنبیت جاگ اُٹھتی ہے
جو خوش ہونا تو پھر میرے گلے کا ہار ہو جانا

☆☆☆